جناب اختر راہی، ایم ۔ اے

غلام علی آزاد بلگرامی

بھارت کے ضلع ہردوئی میں ایک قدیم قصبہ بلگرام ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں یہ قصبہ مسلمانوں کے زیرِ اثر آیا اور جلد ہی مسلمان علمار و فضلار کا مرکز بن گیا۔ سید مرتضٰی زبیدی مؤلف "تاج العروس" اسی قصبہ کے رہنے والے تھے اور عبدالواحد بلگرامی مؤلف "سبع سنابل" کو اسی خطہ سے نسبت ہے۔

شمس الدین التمش کے دورِ حکومت (۶۰۷ھ تا ۶۲۳ھ) مطابق ۱۲۱۰ء تا ۱۲۲۶ء) میں حسینی سادات کا ایک خاندان واسط (خراسان) سے ترکِ سکونت کر کے بلگرام میں آباد ہوا۔ خاندان کے سربراہ سید محمد صغریٰ تھے۔ اسی خاندان میں ۲۵ر صفر ۱۱۱۶ھ / ۲۹ر جون ۱۷۰۴ء کو غلام علی آزاد بن سید نوح پیدا ہوئے۔ ان کا نسب نامہ موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین سے ملتا ہے۔ آزاد کا اپنا شعر ہے ؎

گرچہ باشد موتم الاشبال عیسٰی جدِ من
عیسٰی جان بخش شیرانم بامدادِ نفس

"موتم الاشبال" لقب اور عیسٰی نام تھا۔ چونکہ عیسٰی اکثر شکار کرتے تھے اس لئے "موتم الاشبال" یعنی یتیم کنندہ شیر بچہ ہا است" کے لقب سے معروف ہوئے۔ زید شہید کی نسبت آزاد لکھتا ہے ؎

مرا بہ تیغ ستم کشت و گفت از سرِ ناز
چراغ دودہ زید شہید روشن شد

تعلیم و تربیت:

آزاد نے ابتدائی کتب طفیل محمد اترولوی (م ۱۱۵۱ھ) سے پڑھیں۔ فنِ لغت، عربی و فارسی، ادب و انشا اور سیرت و حدیث کی تعلیم اپنے نانا میر عبدالجلیل بلگرامی (م ۱۱۳۸ھ) سے پائی اور بعض فنون میں اپنے ماموں سید محمد سے استفادہ کیا۔ پندرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

۱۱۳۰ھ میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ میر سید لطف اللہ بلگرامی (م ۱۱۴۳ھ) سے بیعت ہو گئے۔ ان کا ترجمہ "مآثر الکلام" میں لکھا ہے۔

سفرِ سیوستان:

۱۱۳۴ھ میں آزاد نے دہلی کا سفر کیا اور جد مادری میر عبدالجلیل بلگرامی کے پاس مقیم رہے، اور ان سے علمی استفادہ جاری رکھا۔ ۱۱۴۲ھ میں دہلی، لاہور اور ملتان ہوتے ہوئے اپنے ماموں سید محمد کے پاس سیوستان گئے، جہاں ان کے ماموں بادشاہِ دہلی کی طرف سے وقائع نگاری کے منصب پر فائز تھے۔ آزاد ۱۰ ربیع الاول ۱۱۴۳ھ کو سیوستان پہنچے اور چار سال ماموں کے نائب کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۱۴۷ھ میں واپس وطن گئے۔ بھکر شہر میں شیخ علی سے ملاقات ہوئی۔ لاہور سے دہلی تک دونوں نے اکٹھے سفر کیا۔ اس یادگار ملاقات میں شیخ نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی نظموں کا ایک نسخہ آزاد کو پیش کیا۔ ان نظموں میں سے مندرجہ ذیل "نگار" بابت مارچ ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئیں:

پیش از ظہور جلوۂ جانانہ سوختیم — آتش بہ سنگ بود کہ ما خانہ سوختیم!
نگرد د غرقِ طوفاں کشتیٔ بی لنگرِ عاشق — بود دریائے نمک پروردۂ چشمِ ترِ عاشق
بہ جلوہ ہائے اساسِ خدا زمی آئی — مگر ز غارتِ عمرِ دراز می آئی!
گہر بہ خلوتِ خاصِ صدف نمی آید — چنیں کہ در دلِ اہلِ نیاز می آئی

آزاد دہلی میں ایک ہفتہ ٹھہر کر الہ آباد چلے گئے اور شیخ علی حزینؒ وہیں ٹھہر گئے۔ تین سال تک آزاد الہ آباد میں مقیم رہے کیونکہ ان کا خاندان وہیں رہائش پذیر تھا۔ تین سال کے عرصے میں دوبارہ وطن گئے۔

سفرِ حج:

رجب ۱۱۵۰ھ میں بغرضِ حج بلگرام سے پاپیادہ روانہ ہوئے۔ اس سفر کی تاریخ "سفرِ خیر"

۱؎ خزانہ عامرہ ص ۱۹۴، ۲۴۴

سے برآمد ہوتی ہے۔ آزاد نے سفر پر روانگی کی اطلاع کسی کو نہ دی۔ حتیٰ کہ ان کے اعزہ و اقارب کو بھی تین دن بعد معلوم ہوا کہ آزاد بسوئے طیبہ روانہ ہو گئے۔ ان کے بھائی تے تین منزلوں تک ملاقات کے لئے تعاقب کیا مگر بے سود۔ آزاد پیدل چلتے ہوئے سرونج (حدودِ مالوہ) تک گئے۔ چونکہ پیدل چلنے کی عادت نہ تھی، پاؤں میں چھالے پڑ گئے [1]

اس زمانے میں نواب آصف جاہ اول (م ۱۱۶۱ھ) مرہٹوں سے جنگ میں مصروف تھے اور مالوہ میں مقیم تھے۔ ۲ر شعبان کو آزاد نواب موصوف کے دربار میں باریاب ہوئے اور مالی امداد کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل رباعی پڑھی ؎

ای حامئ دین محیط جود و احساں — حق دادہ ترا خطاب آصف شایاں
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد — تو آلِ نبی را بدرِ کعبہ رساں!

"خزانۂ عامرہ" میں آزاد نے اس رباعی کی توجیہ یہ کی ہے:

"درحقیقت نظمِ ایں رباعی برائے تحقیق مضمون آیۂ کریمہ" وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا " نہ برائے جانب حکام دنیوی بودہ۔"

آزاد نے اس رباعی کے علاوہ زندگی بھر کسی امیر یا بادشاہ کی تعریف میں شعر نہیں کہا۔

بہرحال نواب آصف جاہ نے خوش ہو کر زادِ راہ عنایت کیا۔ آزاد مالوہ سے سورت بندرگاہ گئے اور وہاں ۲۴ر ذی قعدہ ۱۱۵۰ھ کو کشتی پر سوار ہوئے اور ۱۸ر محرم الحرام ۱۱۵۱ھ کو جدہ پہنچے۔ یہاں ان کی ملاقات محمد فاخر الٰہ آبادی سے ہوئی جو پہلے سے جدہ میں موجود تھے اور آزاد کی آمد کی اطلاع پاکر منتظر تھے۔ جدہ میں چالیس روز قیام کے بعد ۲۹ر محرم کو مکہ معظمہ پہنچے۔ چونکہ حج کا وقت گذر چکا تھا، طوافِ حرم کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ اگلے سال تک حرمین میں قیام رہا۔ ۱۴ر شوال ۱۱۵۱ھ کو مکہ معظمہ آئے اور حج کا فریضہ ادا کیا۔ مکہ معظمہ میں شیخ عبدالوہاب طنطاوی سے اور قیامِ مدینہ منورہ کے دوران شیخ محمد حیات سندھی سے فنِ حدیث میں استفادہ کیا۔

علمائے عرب نے آزاد کی نعتیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قصائد سن کر "حسان الہند" کا لقب دیا۔

---

[1] مآثر الکرام صفحہ ۳۵

ربیع الاول ۱۱۵۲ھ میں طائف کا سفر کیا۔ ربیع الاول کے آخری عشرہ میں واپسی کا سفر شروع کیا۔ ۳ جمادی الاول کو جدہ سے روانہ ہوئے اور آٹھ دن میں یمن کی بندرگاہ "منا" پہنچے۔ جہاں علی بن عمر شاذی (م ۶۵۴ھ) کے مقبرہ کی زیارت کی اور چار دن قیام کیا۔ ۲ جمادی الاخری کو بصرہ پہنچے۔ پانچ ماہ قیام کے بعد ۱۱ ذی قعدہ کو وہاں سے چلے اور ۲۷ ذی قعدہ کو۔۔۔ اورنگ آباد آگئے۔ تاریخ مراجعت "سفر بخیر" ۱۱۵۲ھ سے برآمد ہوتی ہے۔

قیامِ اورنگ آباد:

اورنگ آباد میں آصف جاہ نے عزت و تکریم کا برتاؤ کیا اور اپنے بیٹے نواب ناصر جنگ کا اتالیق مقرر کیا۔ آصف جاہ ان کی رائے اور مشورہ کو رد نہ کرتا تھا۔ آصف جاہ دہلی گیا تو ناصر جنگ نے تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ ۱۱۵۴ھ میں باپ بیٹے کے درمیان جنگ ہوئی۔ ناصر جنگ، ناکام رہا۔ اس نازک صورتِ حالات میں آزاد نے اس فتنے کو خوش تدبیری اور اپنے ذاتی مراسم کی بنیاد پر سلجھایا۔ ناصر جنگ کا قصور معاف کرا دیا۔

۱۱۶۱ھ میں آصف جاہ کی وفات پر ناصر جنگ تخت نشین ہوا تو اس نے آزاد کی قدردانی کرتے ہوئے ادھوتی اور پرگنہ پرسول (مضافات دولت آباد) بطور انعام دیئے۔ نواب سید محمد خاں صلابت جنگ نے خدماتِ علمی و سیاسی کے پیشِ نظر "صدارتِ کلی" کی خدمت اور "سراج المحدثین" و "رئیس العلماء" کا خطاب دیا۔

وفات:

۱۱۹۵ھ میں آزاد نے بعض مشائخ، شعراء اور امراء کو دعوت دی اور اس کے بعد عزلت نشین ہو گئے۔ پانچ سال گوشۂ تنہائی میں رہ کر ۱۴ ذی قعدہ ۱۲۰۰ھ کو بعمر ۸۴ سال وفات پائی۔ سلطان عالم بلگرامی مؤلف "تذکرۂ حب الوطن" نے تاریخ وصال کہی ع

آہ غلام علی آزاد (۱۲۰۰ھ)

افسوس کی آرائش محفل، اور یوپی کے ڈسٹرکٹ گزیٹر (ہردوئی) میں ان کا سالِ وفات ۱۲۰۲ھ (۱۷۸۷ء) بتایا گیا ہے، جو غلط ہے۔

آزاد کے معاصرین:

آزاد کے معاصرین میں اندرونِ ہند شاہ ولی اللہ جیسے مفکر مسلمانانِ ہند کی اصلاح و فلاح

کے لئے کام کر رہے تھے اور دکن میں علم و ادب کے کئی پروانے محوِ خدمتِ علم تھے - ان کے معاصرین میں حافظ غلام حسن گجراتی، سراج الدین سراج اورنگ آبادی، مولوی سید قمر الدین اورنگ آبادی، میر قدرت اللہ بلیغ، عارف الدین خان عاجز، مولوی خان جرأت اور صمصام الدولہ شاہنواز خان جیسے بلند پایہ عالم اور صاحبِ کمال موجود تھے -

آزاد کے شاگرد:

آزاد کے شاگردوں نے بھی بڑا نام پایا - چند ایک نامور تلامذہ یہ ہیں:

۱ - ناصر جنگ شہید
۲ - لالہ لچھمی نرائن شفیق
۳ - عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی
۴ - عبدالوہاب افتخار دولت آبادی مؤلف "تذکرہ بے نظیر"
۵ - مرزا عطا ضیا برہان پوری
۶ - بیم چند عرف مٹھن لال

تصانیف:

آزاد نے عربی و فارسی دونوں زبانوں میں تصنیف و تالیف کی ہے - لالہ سری رام کی اطلاع کے مطابق آزاد نے اردو زبان میں بھی منظومات لکھی ہیں (تفصیلی ذکر آئندہ سطروں میں آئے گا)

عربی کتب:

۱ - سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان (تالیف ۱۱۷۷ھ)

کتاب چار فصلوں پر مشتمل ہے - پہلی اور دوسری فصل میں دو مستقل کتابوں شمامۃ العنبر اور تسلیۃ الفوائد کو یکجا کر دیا ہے - پہلی کتاب میں تفسیری لٹریچر میں (ہندوستان کے بارہ میں) بیان کردہ روایات یک جا کی گئی ہیں - دوسری کتاب میں مصنف کے بعض قصائد اور برصغیر کے ۴۳ اہل علم کے سوانح حیات شامل ہیں -

تیسری فصل میں محسنات کلام یعنی صنائع و بدائع (سنسکرت) میں مصنف کی ایجاد کردہ صنعتوں پر ہے - چوتھی فصل "فی بیان المعشوقات والعشاق" ہے - فصل سوم و چہارم کا ترجمہ مصنف نے "غزلان الہند" کے نام سے کیا تھا -

۲ - ضوء الدراری شرح صحیح بخاری (تاکتاب الزکوٰۃ) نواب صدیق حسن خان کو مؤلف کا خود نوشتہ

نسخہ ملا تھا - اور ان کے بیٹے سید نور الحسن کے کتب خانے میں مؤلف نزہت الخواطر نے دیکھا تھا - آزاد نے اس میں شرح بخاری قسطلانی کی تلخیص کی ہے -

۳ - تسلیۃ الفوائد فی قصائد آزاد

۴ - شمامۃ العنبر

۵ - الدواوین سبعہ ، تذکرہ علمائے ہند کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ان میں تین ہزار اشعار ہیں -

۶ - شفا العلیل ، کلام متنبی پر اعتراضات ہیں -

۷ - مرأۃ الجمال ، ۱۰۵ اشعار ہیں -

فارسی کتب :

۱ - ید بیضا ، ۱۱۴۸ھ کی تالیف ہے - اس تذکرہ میں ۵۳۲ فارسی شعرا کے متقدمین اور متاخرین کے حالات درج کئے گئے ہیں - اکثر شعراء کا حال نہایت مختصر ہے - تاہم مشہور شعراء مثلاً انوری ، خاقانی ، سنائی غزنوی وغیرہ کا حال نسبتاً تفصیل سے ہے - متاخرین میں سے زیادہ تر معروف شعراء کا ذکر ہے -

۲ - ماثر الکلام در تذکرہ سادات بلگرام -

۱۱۶۶ھ کی تالیف ہے - بلگرام کے اسی فقراء اور ۳۰ فضلاء کے احوال پر مشتمل ہے -

سرو آزاد :

ماثر الکلام کی دوسری جلد "سرو آزاد" ہے - ۱۱۶۶ھ میں تالیف ہوئی - کتاب دو فصلوں پر مشتمل ہے فصل اول میں ۱۴۳ فارسی شعراء کا تذکرہ ہے جن میں سے تیس بلگرام سے تعلق رکھتے ہیں اور ۱۱۳ وہ شعراء ہیں جو ۱۰۰۰ھ سے کتاب کی تالیف تک برصغیر میں پیدا ہوئے یا ہندوستان وارد ہوئے - فصل دوم میں آٹھ اردو شاعروں کے حالاتِ زندگی ہیں -

۴ - خزانۂ عامرہ - ۱۱۷۶ھ کی تالیف ہے - ۱۳۵ ان شاعروں کا تذکرہ ہے جنہوں نے اپنے کلام کے صلہ میں امراء سے انعام یا خلعت پایا -

۵ - روضۃ الاولیاء - خلد آباد کے دس چشتی اولیاء کے حالات میں ہے -

۶ - غزلان الھند - کتب خانہ آصفیہ میں قلمی نسخہ موجود ہے -

۷ - سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات

۸ - مثنوی مظہر البرکات - تصوف کے موضوع پر بحر خفیف میں مولانا روم کے تتبع میں مثنوی ہے -

۹۔ مثنوی آزاد بلگرامی بجواب میر عبدالجلیل بلگرامی (قلمی) کتب خانہ آصفیہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
۱۰۔ دیوانِ فارسی
۱۱۔ مثنوی طلسمِ اعظم و قائع سفرِ حرم۔
۱۲۔ کشکول آزاد (قلمی) کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد۔
۱۳۔ روضۃ الکرام فی نسب و حالات ساداتِ زیدی بلگرام (قلمی) کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد در فنِ انساب۔

آزاد کی مرتبہ کتب!

۱۔ مآثر الامرا مؤلفہ صمصام الدولہ شاہنواز خاں۔
۲۔ صمصام الدولہ شاہنواز خاں، آزاد کا معاصر تھا۔ اس نے امرائے مغلیہ کا بسوط تذکرہ لکھا تھا۔ رمضان ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۸ء میں شاہنواز خاں کی شہادت کے بعد گھر بار اور مال اسباب لٹ گیا۔ سارا کتب خانہ برباد ہوگیا۔ کتابوں کے پرزے پرزے ہوگئے۔ آزاد نے مآثر الامرا کی تلاش شروع کی۔ ایک سال کی مسلسل جستجو کے بعد مختلف اجزا ملے۔ تاہم درمیان سے چند ایک اجزا غائب تھے محنت سے ان اوراق کو مرتب کیا گیا۔ آزاد بلگرامی نے تسلسل برقرار رکھنے اور جامعیت کی خاطر بعض امرار کے حالات لکھے۔ مثال کے طور پر عبداللہ خان، حسن علی خان، نواب آصف جاہ اول اور ان کے فرزند نظام الدولہ کے حالات اپنی تالیف "سروِ آزاد" سے لے کر شامل کئے۔ آزاد نے ایک خطبہ و تمہید اور حالاتِ مؤلف کا اضافہ بھی کیا ہے۔

مآثر الامرا کے علاوہ شاہنواز خاں کی دیگر تین کتابوں تذکرہ بہارستانِ سخن، مرائد الفوائد اور منشاتِ شاہنواز خاں کی نظرِ ثانی کی۔

۳۔ انیس المحققین۔ مؤلفہ میر نوازش علی بلگرامی۔ آزاد کا لکھا ہوا مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے میر نوازش علی کا ذکر آزاد نے "مآثر الکلام" میں کیا ہے۔ میر نوازش نے بلگرام کے اہل اللہ کے حالات میں یہ کتاب لکھی تھی۔ آزاد نے اضافہ و نظرِ ثانی کی، ہنوز طبع نہیں ہوئی۔

اردو کتب:

آزاد کی اپنی کسی تحریر سے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اردو میں شعر کہتا تھا یا کوئی کتاب لکھی ہے۔ اسد علی خان اورنگ آبادی نے "گل عجائب" میں ان کے اردو دیوان کا ذکر کیا ہے۔

چونکہ تمنا آزاد کے شاگرد تھے۔ اس لئے ان کے بیان کو آسانی سے رد نہیں کیا جاسکتا۔ لالہ سری رام ایم اے نے لکھا ہے "انہوں نے اردو زبان میں ایک جوہے بلی نامہ رقم کیا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اردو میں حکیم قائم علی چاندپوری سے مشورہ لیتے تھے[۱]۔

آزاد کی کتابوں پر ایک نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ موصوف نے زیادہ تر تذکرہ نویسی کو موضوع نگارش بنایا ہے۔ آزاد کے تذکروں کے بارے میں شیخ اکرام لکھتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر آپ (آزاد) یہ کتابیں نہ لکھتے تو مؤرخین کو اسلامی ہند کی ذہنی، ادبی اور مذہبی تاریخ مرتب کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں ہوتیں۔ بلکہ سبحۃ المرجان کے شروع میں مولانا آزاد بلگرامی نے بجاطور پر فخر کیا ہے کہ ہندوستانی علماء و فضلاء کے حالات کو انہوں نے پہلی مرتبہ منضبط کیا۔ ہندوستان میں اولیا کے تذکرے بہت تھے علماء کا کوئی نہ تھا۔ سبحۃ المرجان اور مآثر الکلام میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش ہوئی[۲]۔"

آزاد کی شاعری کے بارہ میں بھی تذکرہ نگاروں نے اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے خوشگو نے تنقید کے باوجود لکھا:

"مشق درست و پختہ دارد و زبان خوبی بہم رسانیدہ بلکہ زبان میاں ناصر علی حدف می زند[۳]"

بھگوان داس ہندی رقم طراز ہے:

"در تاریخ گوئی قدرتِ کامل داشت" (سفینۂ ہندی ص۱)

نقد بر مصنفاتِ آزاد:

ابوطالب خان تبریزی اصفہانی مؤلف "خلاصۃ الافکار" نے آزاد پر تنقید کی ہے بلکہ تمسخر اڑایا ہے۔ اس نے اپنے تذکرے میں "خاقانی" کے ذیل میں ہند و پاکستان کے فارسی دانوں کا عموماً اور آزاد کا خصوصاً خاکہ اڑایا ہے۔

خطۂ بلگرام کے علماء میں سے دو نے آزاد پر تنقیدی نقطۂ نظر سے لکھا۔

۱۔ شرائف عثمانی۔ تالیف غلام حسین صدیقی بلگرامی۔

مؤلف نے "سروِ آزاد" اور مآثر الکلام" کے بعض بیانات کی اصلاح کی ہے۔

---

[۱] خمخانۂ جاوید جلد اوّل ص۲۵ [۲] رودِ کوثر ص۶۱۱ [۳] سفینۂ خوشگو دفتر ثالث ص۲۹۹۔

۲ - تحقیق السواد ، محمد صدیق سخنور عثمانی بلگرامی سنے ۱۱۶۰ھ میں یہ کتاب لکھی اور آزاد کی نظم ونثر پر نکتہ چینی کی ہے - اس کے جواب میں عبد القادر سمرقندی ثم دہلوی نے "تادیب الزندیق فی تکذیب الصدیق" لکھی -

۳ - سی صد ایراد بر کلام آزاد - مولانا باقر آگاہ مدراس کی یہ کتاب منظرِ عام پر نہیں آسکی - البتہ اس کا جواب آزاد نے لکھا تھا -

---

مآخذ

۱ - تذکرہ علمائے ہند - مولوی رحمان علی ترجمہ وتحشیہ محمد ایوب قادری -

۲ - تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان - دکتر سید علی رضا نقوی -

۳ - خزانۂ عامرہ - غلام علی آزاد بلگرامی -

۴ - خمخانہ جاوید جلد اول - سری رام ، ایم - اے

۵ - رودِ کوثر - شیخ محمد اکرام ، ایم - اے

۶ - سفینۂ خوشگو - بندرابن بنارسی خوشگو مرتبہ عطا الرحمٰن عطا کاکوی -

۷ - سفینۂ ہندی - بھگوان داس ، مرتبہ عطاء الرحمان عطا کاکوی -

۸ - فہرست کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد (دکن)

۹ - مآثر الامرا ، جلد اول - شاہنواز خان ترجمہ وتحشیہ محمد ایوب قادری

۱۰ - مآثر الکرام - غلام علی آزاد بلگرامی -

۱۱ - "معارف" اعظم گڑھ شمارہ مارچ ومئی ۱۹۶۲ء

۱۲ - مردم دیدہ ، عبد الحکیم حاکم

۱۳ - "MOHAMMAD ALI HAZIN HIS LIFE AND WORK" - سرفراز خان -